Scan: http://www.new.dli.ernet.in/
PDF: http://www.KetabFarsi.com

شکرشکن شوند ہمہ طوطیان ہند
زین قند پارسی کہ بہ بازار می رود

عطر دیوان حافظ

سنہ ۱۳۳۹ھ

مرتبہ

جناب مولوی ابوالحسن صاحب صدیقی بدایونی
پنشن یافتہ چیف جج سرکار نظام خلد اللہ ملکہ

مطبوعہ

نظامی پریس بدایوں

نظام الدین حسین پرنٹر و پبلشر

سنہ ۱۹۲۱ء

قیمت

اعجاز القرآن

(مصنفہ مولوی محمد ابوالحسن صاحب صدیقی بدایونی پنشن یافتہ ج سرکار نظام خلد اللہ ملکہ)

یہ رسالہ اُن مضامین کا مجموعہ ہے جو عرصہ ہوا ملک کے مختلف رسائل و اخبارات میں طبع ہو کر مقبول عام ہو چکے ہیں اور اسی مقبولیت کی وجہ سے اُن کو بطور رسالہ دو مرتبہ طبع کرانے کی ضرورت ہوئی اور ان مضامین کا انگریزی ترجمہ بھی چھپ کے ممالک غیر میں شایع ہوا اس رسالہ میں انوکھے طرز استدلال سے قرآن مجید کو اس کی اندرونی شہادت سے منزل من اللہ ثابت کیا گیا ہے کاغذ اور چھپائی نہایت عمدہ خواہ اُردو خواہ انگریزی قیمت فی جلد ۸ مقرر ہے مصنف سے ذیل کے پتے سے مل سکتی ہیں۔

مولوی ابوالحسن صدیقی بدایونی قسر نثوری محلہ بدایوں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مہتمم مطبع کی طرف سے

گزارش

شاہد آں نیست کہ موئے و میانے دارد
بندۂ طلعت آں باش کہ آنے دارد

گزشتہ چند سال میں مطبع نظامی سے کلیاتِ شیفتہ اور اُس کے بعد سید راس مسعود صاحب بی اے آکسن کی تحریک سے اردو دیوان غالب کے تین نفیس اڈیشن چھپکر نکل چکے ہیں اور دیگر مستند اردو کے کلام کو تصحیح اور نفاست کے ساتھ چھاپنے کا انتظام ہو رہا ہے چنانچہ میر انیس کے مراثی کی پہلی جلد چھپ چکی ہے خواجہ میر درد اور مومن کے دیوانوں کی صحت کا کام جاری ہے۔ اردو کے اساتذہ کے کلام کی اشاعت و طباعت بجائے خود ایک بڑا کام ہے اس لیے باوجود بعض احباب کے اصرار کے مجھے فارسی شعرا کے کلام کے طبع کرنے کی طرف توجہ کرنے کا موقع نہ ملا لیکن میرے صاحب التعظیم

ہم وطن بزرگ قوم مولوی ابوالحسن[1] صاحب صدیقی بدایونی پنشنر چیف جج سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کے اُس ذوق و شوق کی بدولت جو آپ کو خواجہ حافظ کے کلام سے ہے نظامی پریس کو آج یہ شرف حاصل ہو گیا کہ فارسی اساتذہ میں سے آج اُس شاعر کے دیوان کا لبِ لباب:

[1] مولوی صاحب موصوف نسباً صدیقی شیخ ہیں آپ حضرت ابوبکر صدیق سے اکتیسویں پشت میں ہیں آپکا خاندان بدایوں میں شیوخ فرشوری کے نام سے مشہور ہے اس خاندان کے مورث اعلیٰ فرشوَر سے جو مصر کے قریب ایک مقام تھا سادات زیدیہ کے ہمراہ سلطان شمس الدین کے عہد [illegible] میں دہلی آئے اور وہاں سے بلگرام پہونچے اور [illegible] میں جبکہ سلطان سید علاء الدین بادشاہ دہلی بدایوں میں تھے اُن کے مورث شیخ کمال الدین فرشوری بلگرام سے بدایوں آئے مولوی صاحب موصوف مولوی عزیز الدین صاحب کے جو منصفی کے عہدہ پر ممتاز رہے ہیں اور جن کو فن شعر میں مرزا غالب دہلوی سے تلمذ حاصل تھا فرزند اکبر ہیں [illegible] میں بمقام بدایوں پیدا ہوئے مختلف اساتذہ سے فارسی عربی کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد بریلی کالج اور میور سنٹرل کالج الہ آباد میں بی اے تک انگریزی کی تعلیم پائی تعلیم سے فارغ ہو کر ۱۸۷۵ء میں جب علیگڈھ میں مدرسۃ العلوم کا اجرا ہوا آپ اُس کے سب سے پہلے ماسٹر مقرر ہوئے اُسی زمانہ میں جب سر سید مرحوم وائسرائے ہند کی کونسل کے رکن منتخب ہوئے تو اُن کے ساتھ بطور ان کے پرائیویٹ سکریٹری کے کام کرتے رہے تقریباً چار سال تک آپ نے اس خدمت کو انجام دیا ۱۸۸۲ء سے آخر اپریل ۱۸۸۶ء تک ہائی کورٹ الہ آباد میں بطور گورنمنٹ ٹرانسلیٹر سرکاری مترجم کے کام کیا اس کے بعد مئی ۱۸۸۶ء میں حیدرآباد میں جا کر سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کی ملازمت میں منسلک ہوئے اور سب سے پہلے دار المہام کے اسٹاف میں شامل ہو کر صیغہ راز میں مامور ہوئے چیف جج کے عہدہ تک ترقی پائی اور ۱۹۰۹ء میں پنشن حاصل کیا۔ اب وطن میں خانہ نشین ہیں ۱۹۱۲ء

نذر شامل یقین کرتا ہے جس کو فارسی نظم میں غزل کا بادشاہ مانا گیا ہے اور جس کا کلام سوز و گداز اور درد سے بھرا ہوا ہے۔ حافظ ہی کے کلام کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ پانسو برس سے زیادہ مدت گزر جانے کے بعد آج بھی اُن کے اشعار میں ایک خاص لطف پایا جاتا ہے مردہ طبیعتوں میں اُن کے پڑھنے سے ایک جوش پیدا ہوتا ہے حافظ کے یہاں ایسے شعر بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں جو انسان کو اعلیٰ درجہ کا خیال سکھاتے ہیں استاد کا کام دیتے ہیں سلاست اور روانی کو حافظ کے تخیل کا زیور سمجھنا چاہیئے یہی وجہ ہے کہ حافظ کے بہت سے اشعار یا مصرعے ضرب الامثال کے درجہ پر پہونچ گئے ہیں اور نہ وہ صرف فارسی ادب میں مستعمل ہیں بلکہ اردو ادب کے مضمون نگار یا مصنف بھی اس سے مستغنی نہیں مثلاً

آسائش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف است   با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲) جب بدایوں میں مشن اسلامیہ ہائی اسکول قائم ہوا تو تین سال کے لیے آپ اسکے پہلے معتمد اعزازی منتخب ہوئے۔ اعجاز القرآن جس میں کلام مجید کے فلسفیانہ نکات بیان کیے گئے ہیں آپ کی تصنیف سے ہے اس مفید رسالہ کا انگریزی ترجمہ بھی آپ نے کیا تھا جو چھپکر ممالک غیر میں شائع ہوا اس ترجمے میں فارسی کے ان تمام اشعار کا جو اصل کتاب میں جابجا آئے ہیں انگریزی نظم میں ترجمہ کیا گیا ہے حال میں آپ کی ایک دوسری کتاب "تنقید لسان الغیب" شائع ہوئی ہے فارسی زبان کو شعر و سخن کا آپ کو عمدہ مذاق ہے شاعر نہیں ہیں لیکن طبیعت موزوں پائی ہے۔ فن عروض میں کمال حاصل ہے۔

ﻟﻪ حافظ کا سال وفات (۷۹۱ھ) خاک مصلیٰ سے نکلتا ہے ۱۲

۶ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

۶ جواب تلخ می زیبد لب لعل شکرخارا

۶ این کہ می بینم بہ بیداری است یارب یا بہ خواب

ارباب حاجتیم و زبان سوال نیست	در حضرت کریم تمنا چہ حاجت است

۶ در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

مباش در پی آزار و ہرچہ خواہی کن	کہ در شریعت ما غیر ازین گناہے نیست
رواق منظر چشم من آشیانۂ تست	کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست
حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن است و بس	در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

۶ عیبش جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو

کس ندانست کہ منزلگہ مقصود کجاست	این قدر ہست کہ بانگ جرس می آید

۶ دیو بگریزد از آن قوم کہ قرآن خوانند

آسمان بار امانت نتوانست کشید	قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

۶ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

دست از طلب ندارم تا کام من برآید	یا تن رسد بجانان یا جان ز تن برآید
رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند	چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند
من از بیگانگان ہرگز ننالم	کہ با من ہرچہ کرد آن آشنا کرد
نصیب ماست بہشت اے خداشناس برو	کہ مستحق کرامت گناہکارانند

ع نه هر که سر بتراشد قلندری داند

واعظاں کیں جلوه بر محراب و منبر میکنند | چوں به خلوت میروند آں کار دیگر میکنند

توبه فرمایاں چرا خود توبه کمتر میکنند

نصیحتی کنمت بشنو و بهانه مگیر | هر آنچه ناصح مشفق بگویدت بپذیر

ما قصهٔ سکندر و دارا نخوانده ایم	از ما بجز حکایت مهر و وفا مپرس
رموز مصلحت ملک خسرواں دانند	گدائے گوشه نشینی تو حافظا مخروش
یا مکن با پیلباناں دوستی	یا بنا کن خانه در خورد پیل
در پس آئینه طوطی صفتم داشته اند	آنچه استاد ازل گفت همان میگویم
ما ز یاراں چشم یاری داشتیم	خود غلط بود آنچه ما پنداشتیم
این چه شوریست که در دور قمر می بینم	همه آفاق پر از فتنه و شر می بینم
اسپ تازی شده مجروح بزیر پالاں	طوق زریں همه در گردن خری بینم

ع مطرب خوش نوا بگو تازه بتازه نو بنو

فکر خود و رائے خود در عالم رندی نیست	کفرست دریں مذهب خود بینی و خود رائی
برو ایں دام بر مرغ دگر نه	که عنقا را بلند است آشیانه
در ره منزل لیلی که خطرهاست بجاں	شرط اوّل قدم آنست که مجنوں باشی
ایں خرقه که من دارم در رهن شراب اولی	ویں دفتر بے معنی غرق مے ناب اولی
تکیه بر جائے بزرگاں نتواں زد بگزاف	مگر اسباب بزرگی همه آماده کنی

دیوانِ حافظؒ کے اس انتخاب سے جس کو آئندہ صفحات میں آپ ملاحظہ فرمائینگے
مولوی ابوالحسن صاحب موصوف کے مذاقِ سلیم کا پتہ چلتا ہے۔ انھوں نے
۴۵ سال تک حافظؒ کے کلام کا مسلسل مطالعہ کیا ہے جس سے اُن کو کلام
حافظؒ سے ایک خاص مناسبت پیدا ہوگئی ہے اور اس کثرت مطالعہ کے باعث
وہ سچ مچ دیوانِ حافظؒ کے حافظ ہوگئے ہیں۔ بلا مبالغہ اُن کو سارا دیوان قریب
قریب ازبر ہے۔ صاحبان بصیرت و ذوق اس انتخاب کو پڑھکر جس کو
بجا طور پر "عطرِ دیوانِ حافظ" کہا گیا ہے ایک خاص لطف حاصل کریں گے شاید
کہا جائیگا کہ یہہ انتخاب محشّٰی کیوں نہ شائع کیا گیا۔ لیکن۔ لسان الغیب[1] کے
ہوتے ہوئے جس کی کمی کو قابل مولف کی تنقید لسان الغیب نے جو حال ہی
میں چھپکر شائع ہوئی ہے پورا کردیا ہے اس خلاصہ کے ساتھ نوٹ دینے کی
ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ اس انتخاب کی طباعت میں صحت کا خاص اہتمام
کیا گیا ہے خود صدیقی صاحب مولف انتخاب ہذا نے اس کو اپنے اُس نسخے
سے جس کو اُنھوں نے ۴۵ سال گزشتہ کی محنت سے مختلف نسخوں کو مہیا کرکے صحیح
کیا ہے نقل کرکے کاتب مطبع ہذا کو لکھنے کو دیا اسکے بعد کاتب کی غلطیوں کو اُنھوں نے
اپنی نگرانی میں درست کرایا۔ سب سے آخر میں پروفوں کی تصحیح کرنے کی تکلیف اُٹھائی
غرض کہ یہ انتخاب اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک خاص چیز ہے۔ اس

[1] یہہ دیوانِ حافظ کی بہترین شرح ہے جو اردو زبان میں مولوی ولی اللہ صاحب بی۔ اے
ایل ایل بی رایٹ آباد نے لکھی ہے۔

نسخے میں قریب قریب وہ تمام اشعار جن کی صورت بازاری نسخوں میں کاتبوں کے دست بیداد سے مسخ ہوگئی ہے صحت کے ساتھ درج کیے گئے ہیں صحت کے انتظام کے علاوہ ایسے وقت میں جبکہ سامان طباعت کے متعلق قریب قریب ہر چیز گراں ہو رہی ہے حتی الامکان اس کتاب کی ظاہری خوشنمائی کی طرف سے بھی لاپروائی نہیں برتی گئی ہے۔ کاغذ سفید چکنا اعلیٰ قسم کا استعمال ہوا ہے۔ لکھائی بھی دیدہ زیب ہے چھپائی میں اگر خوش رنگ جدولوں نے اس کے حسن کو نہیں بڑھایا ہے تو سادگی اور یکسانیت نے دلفریبی کی شان ضرور پیدا کر دی ہے جس سے وہ ملک کے جدید تعلیم یافتہ جماعت کے جس کو علوم جدیدہ کے ساتھ مشرقی مذاق کی کتابوں کو بھی اپنے کتاب خانوں میں رکھنے کا شوق پیدا ہو گیا ہے۔ پسند کے قابل بن گیا ہے میں نے تفاؤل کے طور پر "عطر دیوان حافظ" کی قبولیت کے متعلق خود حافظ سے پوچھا جواب میں عنوان کا شعر ہاتھ آیا میں سمجھتا ہوں کہ اس انتخاب کی قبولیت عامہ کے لیے یہ فال نیک ہے اس کو ملک سے ضرور قبول عام کی سند ملیگی اور قابل مولف کی سعی مشکور ہوگی انشاء اللہ العزیز

خاکسار
نظامی بدایونی

نظامی پریس بدایوں
۱۵ نومبر سنہ ۱۹۳۰ء

قطعۂ تاریخ از مولف

چو از ہمت و لطفِ فیضانِ حافظ — جواہر برآوردم از کانِ حافظ
کشیدم فرح بخش و مطبوع عطرے — ز گلہائے خوشبوے بستانِ حافظ
شدم در سرِ فکرِ تاریخِ ہجری — خرد گفت. گو عطرِ دیوانِ حافظ

۱۳۳۹ھ

مصرعۂ تاریخ سال عیسوی

عطرِ دیوانِ اشرف حافظ

۱۹۲۰ء

تمہید

من ز حافظ مغز را برداشتم
پوست بہر دیگران بگذاشتم

خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ کا کلام موعظت التیام عالمی دنیا میں پانسو برس سے سرور بخش روح اہل مذاق رہا ہے۔ مجالس وجد و سماع و محافل رقص و سرود کی جان اور عارفان خدا اور صوفیان باصفا کا دین و ایمان رہا ہے انکے کلام کو پڑھکر ہر شخص جو ذوق سلیم رکھتا ہے بیساختہ کہہ اٹھتا ہے

ندیدم خوشتر از شعر تو حافظ　　بقرآنے کہ اندر سینہ داری

چونکہ فطرت انسانی کے ہر شعبے اور ہر پہلو پر یہ کلام حاوی ہے اس وجہ سے معتقدان حافظ اس سے تفاول کرتے اور اپنی مرادوں کے موافق جواب پاتے ہیں۔ یہ خصوصیت کسی دوسرے کلام انسانی میں اس درجہ تک نہیں ہے اگر فالوں کی جو کتب تواریخ میں درج ہیں یا جن کی روایتیں سینہ بسینہ ہم تک پہونچی ہیں تفصیل بیان کی جائے تو ایک بسیط رسالہ درکار ہوگا۔ انکا دیوان تصوف و معرفت، حکمت و موعظت، پند و نصیحت، رندی و سرمستی شوخی و ظرافت، رمز و کنایہ، تعلّی و مبالغہ، تلمیح و ضرب الامثال کا ایک بیش بہا

مجموعۂ اکثر غزلوں میں تسلسل مضمون کی جھلک نظر آتی ہے کہیں کسی اہم مطلب کے ذہن نشین کرانے کے واسطے تجاہل عارفانہ کی ایسی ادا پائی جاتی ہے جس کی نظیر کسی دوسرے کلام میں نہیں مل سکتی۔ اس انتخاب میں ان ہی خصوصیات واوصاف کے نمونے موجود ہیں ان ہی خوبیوں کی وجہ سے جناب خواجہ صاحب جملہ غزلگو شعرا کے بادشاہ تسلیم کیے گئے ہیں۔ انھوں نے خود بھی ایک جگہہ فرمایا ہے

خیال شاہی اگر نیست در سر حافظ   چرا بہ تیغ زبان عرصۂ جہان گیرد

جناب خواجہ صاحب کی زندگی ہی میں ان کا کلام ایران کے عرض و طول میں شائع ہوگیا تھا چنانچہ فرماتے ہیں۔

عراق و پارس گرفتی بشعر خود حافظ   بیا کہ نوبت بغداد و وقت تبریز است

فگند زمزمۂ عشق در حجاز و عراق   نوای بانگ غزلہای حافظ شیراز

نہ صرف ایران ہی تک بلکہ ترکستان اور ہندوستان میں اونکا کلام پہنچ گیا تھا چنانچہ فرماتے ہیں:۔

زشعر حافظ شیراز میگویند و می رقصند   سیہ چشمان کشمیری و ترکان سمرقندی

ہندوستان میں انھوں نے دو غزلیں اپنی زندگی میں بھیجی تھیں ایک تو سلطان غیاث الدین شاہ بنگالہ کے پاس جسکا مطلع یہہ ہے:۔

ساقی حدیث سرو و گل و لالہ می رود   وین بحث با ثلاثۂ غسالہ می رود

دوسری غزل سلطان محمود بہمنی شاہ دکن کے پاس جسکا مطلع یہہ ہے:

دمے با غم بسر بردن جہاں یکسر نمی ارزد   بمے بفروش دلق ما کزیں بہتر نمی ارزد

غرضکہ ہمارا ملک حافظ رحمہ کے کلام معجز نظام سے عرصۂ دراز سے روشناس ہے راقم الحروف بھی ۹ سال سے اس دیوان کا مطالعہ کر رہا ہے اور اس کا ایک حصۂ معتد بہ برزبان ہو گیا ہے جناب خواجہ حبیب صاحب کے کلام کے ساتھ یہ میرا شغف و انہماک جناب سید علیہ الرحمۃ اور جناب مسٹر محمود صاحب مرحوم کی فیضان صحبت کا نتیجہ ہے ان دونوں بزرگوں کو اس کلام سے بدرجہ غایت دلچسپی تھی۔

اس لیے مجھ کو خیال ہوا کہ اگر دیوان حافظ کا ایسا انتخاب کیا جائے جس میں اعلیٰ درجہ کے سب اشعار مجتمع ہو جائیں تو وہ اصحاب جو فارسی نظم کا مذاق اور بالتخصیص کلام حافظ سے دلچسپی رکھتے ہیں اسکو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھیں گے اور شیدایان حافظ اس کو آسانی سے برزبان کر سکیں گے جناب خواجہ حبیب صاحب کا کل کلام مرصع ہے کیونکہ ایک مشہور روایت ہے کہ ایران کے ایک بادشاہ نے دیوان حافظ کا خلاصہ کرنا چاہا اور چار عالموں کو اس کام پر متعین کیا کہ اپنی اپنی رائے سے علیحدہ علیحدہ خلاصے مرتب کریں جب چاروں خلاصے تیار ہو گئے اور انکو ملا کر دیکھا تو کل دیوان حافظ اس میں آگیا تھا اس لیے اس کوشش کو چھوڑ دیا۔ میں نے اپنی ذاتی رائے اور مذاق کے موافق یہ خلاصہ مرتب کیا ہے ممکن ہے کہ اس کے بعد کوئی دوسرے صاحب ایسا انتخاب شائع کریں جس میں بقیہ حصۂ دیوان کا آجائے پہلے میں نے وسیع پیمانہ پر انتخاب کیا تھا لیکن حجم زیادہ ہونے کی وجہ سے اس انتخاب کا لب لباب موجودہ شکل میں قائم کیا گویا یہ شراب دو آتشہ ہے جو ہدیہ ناظرین ہے اور جس پر اس شعر کا مضمون صادق آتا ہے جو اس تمہید کے زیب عنوان ہے اسی وجہ سے اس کا تاریخی نام عطر دیوان حافظ

رکھا گیا ہے کیونکہ فی الواقع وہ دیوان کا عطر یا جوہر ہے اس انتخاب میں (۱۵۳۵) اشعار ہیں گویا کل دیوان کی ایک تہائی کے قریب ہے اس انتخاب کے ساتھ سب سے زیادہ محنت اسکی تصحیح میں کرنی پڑی - اس ملک کے قلمی یا مطبوعہ نسخوں میں سے کوئی نسخہ صحیح نہیں پایا - اس لیے جس لفظ کے متعدد نسخے تھے اون میں بہترین نسخہ میں نے منتخب کر لیا اسی کا نام حُسنِ انتخاب ہے - یہہ بھی مجکو ظاہر کر دینا چاہیئے کہ بعض الفاظ سب نسخوں میں یکساں مہمل اور بے معنے تھی جنکی توقع حافظؒ جیسے استاد سے نہیں ہو سکتی تھی اور میرے دماغ میں ایک خیال بجلی کی طرح دوڑ گیا کہ مصنف نے غالباً فلاں لفظ استعمال کیا ہوگا جو کاتبوں کی مہربانی سے مسخ ہو گیا اس لیے ایسے مقامات پر مجھکو اپنے اجتہاد یا ذاتی رائے سے کام لینا پڑا - اس اجمال کی تفصیل میں اپنے رسالہ تنقید لسان الغیب میں جو حال ہی میں مطبع نظامی بدایوں سے چھپکر نکلا ہے - بیان کر چکا اُس رسالہ میں حافظ رحہ کے بعض اہم اشعار کی شرح بھی بیان ہوئی ہے غرض کہ اس انتخاب میں اشعار کی صحت کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے - خلاصہ یہ کہ حافظ رحہ کا دیوان ایک "خوشنما گلدستہ ہے اور اُس میں وہ تمام خوبیاں اور دلربائیاں موجود ہیں جنکا کسی ایک شاعر کے کلام میں جمع ہونا مشکل ہے

ز دلبری نتواں لاف زد بہ آسانی ہزار نکتہ درین کار ہست تا دانی

خاکسار

محمد ابو الحسن صدیقی بدایونی

پنشنر و سابق چیف جج سرکار نظام خلد اللہ ملکہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الف

الا یا ایها الساقی ادر کاسا و ناولها ... که عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلها

به می سجاده رنگین کن گرت پیر مغان گوید ... که سالک بی خبر نبود ز راه و رسم منزلها

مرا در منزل جانان چه امن عیش چون هر دم ... جرس فریاد می دارد که بربندید محملها

شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین هایل ... کجا دانند حال ما سبکباران ساحلها

همه کارم ز خودکامی به بدنامی کشید آخر ... نهان کی ماند آن رازی کزو سازند محفلها

بخت خواب آلود ما بیدار خواهد شد مگر ... زانکه زد بر دیده آبی روی رخشان شما

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدا را ... دردا که راز پنهان خواهد شد آشکارا

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است ... با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

در کوی نیک نامی ما را گذر ندادند　　گر تو نمی‌پسندی تغییر کن قضا را

آن تلخ وش که صوفی امّ الخبائثش خواند　　اشهیٰ لنا و احلیٰ من قبلة العذارا

هنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی　　کاین کیمیای هستی قارون کند گدا را

حافظ به خود نپوشید این خرقهٔ می آلود
ای شیخ پاکدامن معذور دار ما را

ساقی بنور باده برافروز جام ما　　مطرب بگو که کار جهان شد بکام ما

ما در پیاله عکس رخ یار دیده ایم　　ای بی خبر ز لذت شرب مدام ما

هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق　　ثبت است بر جریدهٔ عالم دوام ما

ترسم که صرفه‌ای نبرد روز بازخواست　　نان حلال شیخ ز آب حرام ما

صلاح کار کجا و من خراب کجا　　ببین تفاوت ره از کجاست تا بکجا

چه نسبت است برندی صلاح و تقوی را　　سماع وعظ کجا نغمهٔ رباب کجا

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را　　بخال هندویش بخشم سمرقند و بخارا را

بده ساقی می باقی که در جنت نخواهی یافت　　کنار آب رکناباد و گلگشت مصلی را

فغان کین لولیان شوخ و شیرین کار شهرآشوب　　چنان بردند صبر از دل که ترکان خوان یغما را

ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنی است　　بآب و رنگ و خال و خط چه حاجت روی زیبا را

من از آں حسنِ روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را

حدیث از مطرب و مے گو و رازِ دہر کمتر جو
کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت ایں معما را

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند
جوانانِ سعادتمند پندِ پیرِ داناں را

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جوابِ تلخ می زیبد لبِ لعلِ شکرخا را

دوش از مسجد سوئے میخانہ آمد پیرِ ما
چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیرِ ما

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانۂ خمار دارد پیرِ ما

صوفی بیا کہ آئنہ صاف است جام را
تا بنگری صفائے مے لعل فام را

راز درونِ پردہ ز رندانِ مست پرس
کایں حال نیست صوفیِ عالی مقام را

ما را بر آستانِ تو بس حق خدمت است
اے خواجہ باز بیں بہ ترحم غلام را

حافظ مرید جامِ جم است اے صبا برو
وز بندہ بندگی برساں شیخ جام را

رونقِ عہدِ شباب است دگر بستاں را
میرسد مژدۂ گُل بلبلِ خوش الحاں را

ترسم آں قوم کہ بر دُردکشاں می خندند
در سرِ کارِ خرابات کنند ایماں را

گر چنیں جلوہ کند مغبچۂ بادہ فروش
خاکروبِ درِ مے خانہ کنم مژگاں را

نشوی واقف یک نکته ز اسرار وجود   گر تو سرگشته شوی دایرهٔ امکان را

هر کرا خوابگه آخر بدو مشتی خاک است   گو چه حاجت که بر افلاک کشی ایوان را

ماه کنعانی من مسند مصر آن تو شد   وقت آنست که بدرود کنی زندان را

ملک آزادگی و کنج قناعت گنجی است   که بشمشیر میسر نشود سلطان را

حافظا خور و رندی کن و خوش باش ولی
دام تزویر مکن چون دگران قرآن را

بملازمان سلطان که رساند این دعا را   که بشکر پادشاهی ز نظر مران گدا را

همه شب درین امیدم که نسیم صبحگاهی   به پیام آشنائی بنوازد آشنا را

صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را   که سر بکوه و بیابان تو دادهٔ ما را

غرور حسن اجازت مگر نداد ای گل   که پرسشی نکنی عندلیب شیدا را

بحسن خلق توان کرد صید اهل نظر   بدام و دانه نگیرند مرغ دانا را

چو با حبیب نشینی و باده پیمائی   بیاد آر حریفان باده پیما را

جز این قدر نتوان گفت در جمال تو عیب   که خال مهر و وفا نیست روی زیبا را

گرچه بدنامی است نزد عاقلان   ما نمی خواهیم ننگ و نام را

زود باشد کہ سبب بد سلامت یارم	اے خوش آں روز کہ آید بسلامت برما
انچہ جانِ عاشقاں از دستِ ہجرت میکشد	کس ندیدہ در جہاں جز کشتگانِ کربلا

ب

شاہداں مستور و مستاں بے شکیب سوزِ مستاں گر بداند محتسب	خانگاہ معمور و درویشاں خراب دردم از مے شاں زند بر آتش آب
تعالی اللہ چہ دولت دارم امشب بر آں عزمم اگر خود می رود سر	کہ آمد ناگہاں دلدارم امشب کہ سرپوش از طبق بر دارم امشب
خلوت خاص است جائے این نزہتگاہ انس	این کہ می بینم بہ بیداریست یا رب یا بخواب

تاکشید آں مشتری درہائے حافظ را بگوش
می رسد ہر دم بگوش زہرہ کلبانگ رباب

گماں مبر کہ بدورِ تو عاشقاں مستند	خبر نداری ز احوالِ زاہدانِ خراب

ت

بیا که قصر امل سخت سست بنیاد است	بیار باده که بنیاد عمر بر باد است
نصیحتی کنمت یادگیر و در عمل آر	که این حدیث ز پیر طریقتم یاد است
ق	
مجو درستی عهد از جهان سست نهاد	که این عجوزه عروس هزار داماد است
غم جهان مخور و پند من مبر از یاد	که این لطیفهٔ نغزم ز رهروی یاد است
ق	
رضا بداده بده وز جبین گره بگشای	که بر من و تو در اختیار نگشاد است
نشان مهر و وفا نیست در تبسم گل	بنال بلبل مسکین که جای فریاد است

حسد چه می بری ای سست نظم بر حافظ
قبول خاطر و لطف سخن خداداد است

برو بکار خود ای واعظ این چه فریاد است	مرا فتاده دل از کف ترا چه افتاد است
میان او که خدا آفریده است از هیچ	دقیقه ایست که هیچ آفریده نگشاد است
گدای کوی تو از هشت خلد مستغنی است	اسیر بند تو از هر دو عالم آزاد است
دلا منال ز بیداد و جور یار که یار	ترا نصیب همین کرده است و این داد است

برو فسانه مخوان و فسون مدم حافظ
کزین فسانه و افسون مرا بسے یاد است

باده نوشی که درو هیچ ریائے نبود — بهتر از زهد فروشی که درو روی و ریاست
فرض ایزد بگذاریم و بکس بد نکنیم — وانچه گویند روا نیست نگوئیم رواست

چو بشنوی سخن اهل دل مگو که خطا است — سخن شناس نهٔ دلبرا خطا اینجا است
خمار عشق تو دیشب در اندرونم بود — کجاست وقت عبادت چه وقت جاے دعاست

آنکه زمی شود از پرتو آن قلب سیاه — کیمیائے است که در صحبت درویشان است
مطلب طاعت و پیمان درست از من مست — که به پیمانه کشی شهره شدم روز الست
من همان دم که وضو ساختم از چشمهٔ عشق — چار تکبیر زدم یکسره بر هرچه که هست

حافظ از دولت عشق تو سلیمانی یافت
یعنی از وصل تواش نیست بجز باد بدست

دل سراپردهٔ محبت اوست — دیده آئینه دار طلعت اوست
من که سر در نیاورم بدو کون — گردنم زیر بار منت اوست

تو و طوبی و ما و قامت یار	فکر هر کس بقدر همت اوست
دور مجنون گذشت و نوبت ماست	هر کسی پنج روزه نوبت اوست
من و دل گر فنا شویم چه باک	غرض اندر میان سلامت اوست
گر من آلوده دامنم چه عجب	همه عالم گواه عصمت اوست
با که این نکته توان گفت که آن سنگین دل	کشت ما را و دم عیسی مریم با اوست
من نخواهم کرد ترک لعل یار و جام می	زاهدان معذور داریدم که اینم مذهب است
خرقهٔ زهد مرا آب خرابات ببرد	خرمن عقل مرا آتش خمخانه بسوخت
زاهد ظاهرپرست از حال ما آگاه نیست	در حق ما هر چه گوید جای هیچ اکراه نیست
چیست این سقف بلند ساده و بسیار نقش	زین معما هیچ دانا در جهان آگاه نیست
هر که خواهد گو بیا و هر که خواهد گو برو	گیر و دار و حاجب و دربان درین درگاه نیست
هر چه هست از قامت ناساز ناموزون ماست	ورنه تشریف تو بر بالای کس کوتاه نیست
بر در میخانه رفتن کار یکرنگان بود	خودفروشان را بکوی میفروشان راه نیست
بندهٔ پیر خراباتم که لطفش دائم است	ورنه لطف شیخ و زاهد گاه هست و گاه نیست

شکر خدا که از مدد بخت کارساز ❊ بر حسب مدعاست همه کار و بار دوست

دشمن بقصد حافظ اگر دم زند چه باک
منت خدای را که نیم شرمسار دوست

زلفت هزار دل بیکی تار مو ببست ❊ راه هزار چاره گر از چار سو ببست

حافظ هر آنکه عشق نورزید و وصل خواست
احرام طوف کعبهٔ دل بی وضو ببست

دی گفت طبیب از سر حسرت چو مرا دید ❊ هیهات که رنج تو ز قانون شفا رفت

ای دوست به پرسیدن حافظ قدمی نه
زان پیش که گویند که از دار فنا رفت

منم که گوشهٔ میخانه خانقاه منست ❊ دعای پیر مغان ورد صبحگاه منست
ز پادشاه و گدا فارغم بحمد الله ❊ گدای خاک در دوست پادشاه منست
مرا گدای تو بودن ز سلطنت خوشتر ❊ که ذل جور و جفای تو عز و جاه منست
گر به تیغ اجل خیمه برکنم ورنه ❊ رمیدن از در دولت نه رسم و راه منست
ازان زمان که برآن آستان نهادم روی ❊ فراز مسند خورشید تکیه‌گاه منست

گناه گرچه نبود اختیارِ ما حافظ
تو در طریقِ ادب کوش و گو گناه منست

لعلِ سیراب - بخون تشنه - لب یار منست
از پیِ دیدن او دادن جاں کار منست

شربت قند و گلاب از لب یارم فرمود
نرگسِ او که طبیب دلِ بیمار منست

دولت فقر خدایا بمن ارزانی دار
کایں کرامت سبب حشمت و تمکین منست

واعظ شحنه شناس این عظمت گو مفروش
زانکه منزلگه سلطان دل مسکینِ منست

هر ناله و فریاد که کردم نشنیدی
پیداست نگارا که بلندست جنابت

باغِ مرا چه حاجت سرو و صنوبر ست
شمشاد سایه پرور من از که کمتر ست

اے نازنین پسر تو چه مذهب گرفته
کت خونِ ما حلال تر از شیر مادر ست

چوں نقش غم ز دور ببینی شراب خواه
تشخیص کرده ایم و مداوا مقرر ست

یک قصه بیش نیست غمِ عشق واین عجب
از هر کسے که می شنوم نا مکرر است

از آستانِ پیر مغاں سر چرا کشم
دولت دریں سرا و گشایش دریں درست

شکفته شد گل حمرا و گشت بلبل مست	صلای سرخوشی ای عاشقان باده‌پرست
اساس توبه که در محکمی چو سنگ نمود	ببین که جام زجاجی چگونه‌اش بشکست
ازین رباط دو در چون ضرورتست رحیل	رواقِ طاقِ معیشت چه سربلند و چه پست
مقامِ عیش میسر نمی‌شود بی رنج	بلی بقول بلا و بلی بسته‌اند عهدِ الست
بهست و نیست مرنجان ضمیر و دل خوش دار	که نیست است سرانجام هر کمال که هست
برو ای زاهد و بر دردکشان خرده مگیر	که ندادند جزین تحفه بما روز الست
آنچه او ریخت به پیمانهٔ ما نوشیدیم	اگر از خمر بهشت است و گر از باده مست
خندهٔ جامِ می و زلف گره‌گیر نگار	ای بسا توبه که چون توبهٔ حافظ بشکست
ز دست جورِ تو گفتم ز شهر خواهم رفت	بخنده گفت برو حافظا که پای تو بست
ساقی بیا که هاتفِ غیبم بمژده گفت	با درد صبر کن که دوا می‌فرستمت
ای غائب از نظر بخدا می‌سپارمت	جانم بسوختی و بدل دوست دارمت
حافظ شراب و شاهد و رندی نه وضعِ تست	فی الجمله می‌کنی و فرو می‌گذارمت
ملامتم بخرابی مکن که مرشدِ عشق	حوالتم بخرابات کرد روز نخست